حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن بجنوری قُدس سرُّہٗ

ایک مدبر، متقی اور درویش صفت مہتمم

(وفات: ۱۴۳۲ھ-۲۰۱۰ء)

مفتی عبدالرؤف غزنوی
سابق استاذ: دارالعلوم دیوبند، انڈیا
حال استاذِ حدیث: جامعہ علوم اسلامیہ علّامہ بنوری ٹاؤن، کراچی

راقم الحروف کو سال ۱۴۰۱ھ میں جماعتِ دورۂ حدیث دارالعلوم دیوبند کے اندر حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیّب صاحبؒ سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند کے دورِ اہتمام میں طالبِ علم کی حیثیت سے داخلہ نصیب ہوا، اور حضرت حکیم الاسلام قدس سرُّہٗ نے خود ہی بخاری شریف کا افتتاح شیخ الحدیث و نائب مہتمم حضرت مولانا نصیر احمد خاں صاحبؒ کی موجودگی میں کرایا۔ اسی سال دارالعلوم دیوبند میں مجلسِ شوریٰ اور اہتمام کے درمیان اختلاف وخلفشار رونما ہوا جس کے نتیجے میں بالآخر حضرت حکیم الاسلامؒ نے مجلس شوریٰ کو اپنا استعفا پیش کر دیا، مجلس شوریٰ نے آپ کی پیرانہ سالی اور دارالعلوم دیوبند کی مصلحتوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے استعفا منظور فرمالیا اور شوال ۱۴۰۲ھ مطابق اگست ۱۹۸۲ء میں حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن صاحب بجنوریؒ کو جو سال ۱۳۸۲ھ مطابق سال ۱۹۶۲ء کو مجلس شوریٰ کے رکن کی حیثیت سے اور پھر رجب ۱۴۰۱ھ مطابق مئی ۱۹۸۱ء کو مددگار مہتمم کی حیثیت سے منتخب ہو چکے تھے، مستقل مہتمم مقرر کر دیا۔ اس وقت سے اپنی وفات ۱۴۳۲ھ مطابق ۲۰۱۰ء تک جو تقریباً تیس سال کا عرصہ ہے، آپ نے ایسی دیانت داری واخلاص، بصیرت وتدبر اور محنت وللّٰہیت سے دارالعلوم دیوبند کی خدمت انجام دی کہ قریب سے دیکھنے والے ہر شخص کی زباں پر یہی رہا کہ حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن صاحب مؤیّد اور موفّق من اللہ مہتمم ہیں۔

آپ کے پیشرو اور سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب قدس سرُّہ مختلف خصوصیات و امتیازات کے حامل تھے، وہ بانی دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا محمد قاسم

نانوتوی قدّس سرُّہ کے پوتے، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحبؒ کے خلیفۂ مجاز، ایک لاثانی مقرر وخطیب، متبحر عالم، اپنے معاصر علماء میں سب سے زیادہ شہرت ومحبوبیت کے مقام پر فائز، ایک پرکشش شخصیت کے مالک اور نہایت تجربہ کار مہتمم تھے۔ جب کہ حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن صاحبؒ عالم و فاضل دارالعلوم دیوبند ہونے کے باوجود نہ تو مقرر تھے اور نہ ہی کسی اور خصوصی نسبت کے حامل، اور نہ ہی کوئی اعلیٰ اور امتیازی علمی مقام رکھتے تھے اور نہ شہرتِ عامہ سے بہرہ ور! اور آپ کو منصبِ اہتمام بھی ایک ایسے نازک وقت میں تفویض کیا گیا کہ دارالعلوم دیوبند سابقہ شدید خلفشار سے ابھی پوری طرح نکل بھی نہیں سکا تھا۔

مذکورہ صورتِ حال کو مدّنظر رکھ کر یہ بات بالکل عیاں ہوجاتی ہے کہ ایک ایسی حالت میں حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ جیسی شخصیت کی جگہ کو پُر کرنا اگرچہ ناممکن نہیں تھا، البتہ بے حد مشکل ضرور تھا، چنانچہ بعض حلقوں نے اسی انتخاب پر حیرت وتعجب کا اظہار بھی کیا، لیکن بعد کے حالات نے یہ ثابت کردیا کہ اخلاص وتقویٰ، للّٰہیت وتدبُّر، محنت وعرق ریزی اور حکمت ودلسوزی کے اس گمنام پیکر نے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے صرف یہ نہیں کہ دارالعلوم دیوبند کی کشتی کو مختلف خطرات سے بچا کر بحفاظت ساحل پر لگادیا، بلکہ مزید ترقیات سے بھی ہمکنار کردیا جس سے دارالعلوم دیوبند کے متعلقین اور مخلصین کے حلقوں میں یہ بات زبان زدِ خاص وعام رہی کہ دارالعلوم دیوبند کے منصبِ اہتمام کے لیے حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن صاحبؒ کا انتخاب اللہ تعالیٰ کی توفیق اور اکابر واسلاف کی دعاؤں اور مبارک توجُّہات کی برکت سے بالکل برمحل عمل میں آیا تھا۔

جب حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن صاحبؒ کو مجلس شوریٰ نے مستقل مہتمم کے طور پر منتخب فرمایا، اس وقت راقم الحروف دارالعلوم دیوبند میں زیرِ تعلیم تھا۔ اسی دوران حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن صاحبؒ کے حکم پر مجھے دارالعلوم دیوبند کی مسجد کا امام وخطیب مقرر کیا گیا اور فراغت کے بعد مدرس کی حیثیت سے انٹرویو کے بعد احقر کا انتخاب عمل میں آیا، انٹرویو لینے والے چار حضرات تھے جن میں سے ایک حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن صاحب بجنوریؒ مہتمم دارالعلوم دیوبند، دوسرے حضرت مولانا نصیر احمد خان صاحبؒ شیخ الحدیث و نائب مہتمم، تیسرے حضرت مولانا سعید احمد اکبرآبادی صاحبؒ رکن مجلس شوریٰ اور چوتھے حضرت مولانا قاضی زین العابدین صاحبؒ رکن مجلس شوریٰ تھے۔

دارالعلوم دیوبند میں راقم کی تدریس کا سلسلہ تقریباً دس سال تک جاری رہا، اس دوران حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن صاحبؒ کو نہایت قریب سے دیکھنے اور ان کی عادات وخصائل سے واقف ہونے کا موقع ملا، وہ نہ تو دارالعلوم دیوبند میں کوئی کتاب پڑھاتے تھے اور نہ ہی میرے استاذ تھے، لیکن ان کی عظمت،

تقویٰ، سادگی، اخلاص، للّٰہیت اور پیرانہ سالی کے باوجود شب و روز دارالعلوم دیوبند کے لیے ان کی مخلصانہ خدمتوں اور کاوشوں کو دیکھ کر میرے دل میں ان کا بے حد احترام تھا، اور وقت گزرنے کے ساتھ جتنا قریب سے انہیں دیکھنے اور ان کے حالات سے واقف ہونے کا موقع ملتا رہا اتنا ہی عقیدت میں اضافہ ہوتا رہا۔

کسی بھی مدرسہ کے منصبِ اہتمام یا کسی دوسرے انتظامی عہدے پر فائز ہونا اگرچہ اس اعتبار سے تو بہتر ہوتا ہے کہ وہ بشرطِ اخلاص و دیانت داری دین کی خدمت کا ایک اہم ذریعہ بن سکتا ہے، لیکن دوسرے اعتبار سے باعثِ تشویش بھی ہوتا ہے کہ خدانخواستہ اگر کوئی بے احتیاطی ہوئی یا امانت داری و انصاف سے کام نہیں لیا گیا تو پھر انسان کے لیے خطرناک بھی ہوتا ہے، اسی وجہ سے کسی ایسے عہدے پر فائز شخص اصحابِ بصیرت کی نظر میں عام طور پر قابلِ رشک نہیں ہوتا، بلکہ قابلِ رحم اور بعض دفعہ قابلِ افسوس بن جاتا ہے؛ اس لیے کہ انسان سے کبھی تو امانتوں میں بے احتیاطی ہوسکتی ہے، یا پھر اپنے عہدے کی وجہ سے غرور و استکبار اور اپنے ماتحتوں کے ساتھ نامناسب رویہ اختیار کرنے میں مبتلا ہوسکتا ہے، اور کبھی اقربا پروری یا شہرت پسندی کا شکار بن سکتا ہے، اور یہ تمام چیزیں ایک مسلمان کے لیے تباہی کے اسباب ہیں۔

حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن صاحب بجنوریؒ کی دارالعلوم دیوبند سے وابستگی اور پھر ان کے دورِ اہتمام کو قریب سے دیکھنے والے حضرات اس بات پر متفق نظر آتے تھے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے مذکورہ بالا تمام خطرات سے محفوظ رکھا تھا، آپ تقریباً نصف صدی تک دارالعلوم دیوبند سے اس طرح وابستہ رہے کہ تقریباً بیس سال تک مجلس شوریٰ کے ایک معزز رکن کی حیثیت سے اور پھر تیس سال تک مہتمم کی حیثیت سے کام کیا، اس پورے عرصے میں ان کے موافق تو کیا کسی مخالف کی زباں سے بھی ایسا کوئی حرف ان کے متعلق نہیں سنا گیا جس سے یہ اندازہ ہوتا ہو کہ انہوں نے دارالعلوم دیوبند سے کسی بھی قسم کا کوئی ذاتی مفاد حاصل کیا ہو، بلکہ وہ حتی الامکان دارالعلوم دیوبند کی انتظامی خدمت کے ساتھ ساتھ وسیع پیمانے پر مالی خدمت بھی کرتے رہے۔ راقم الحروف مندرجہ ذیل سطور میں اختصار کے ساتھ حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن صاحب بجنوریؒ کے چند امتیازات و خصوصیات اس مقصد کے لیے قلمبند کر رہا ہے کہ قارئینِ کرام اور بالخصوص اہلِ علم اور انتظامی عہدوں پر فائز حضرات ان سے استفادہ فرمائیں۔

اخلاص وللّٰہیت

حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن صاحبؒ کے اخلاص وللّٰہیت کا یہ عالم تھا کہ تیس سال تک دارالعلوم دیوبند کے منصبِ اہتمام پر فائز رہے اور پیرانہ سالی کے باوجود شب و روز محنت کی، اس طویل محنت کا کوئی

دنیوی معاوضہ انہوں نے قبول نہیں کیا، نہ کوئی تنخواہ لی اور نہ ہی کوئی اور مراعات! یہاں تک کہ احاطۂ مسجد کے جس کمرے میں دارالعلوم ہی کی خدمت کی خاطر قیام پذیر تھے، اس کے کرایہ اور بجلی کی مد میں اپنی ذاتی رقم دارالعلوم میں جمع کرا کر رسید کٹواتے تھے، اور بالعموم جمعرات کو جب اپنے گھر بجنور تشریف لے جاتے تو آنے جانے کے لیے اپنی ذاتی گاڑی اور اپنا ہی پیٹرول استعمال فرماتے تھے۔ مجھے ایک دفعہ بھائی محمد طاہر صاحبؒ نے جو دارالعلوم دیوبند میں آپ کے پیشکار (سکریٹری) تھے، بتایا کہ میں نے پیشکار ہونے کی حیثیت سے حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن صاحبؒ کو بہت قریب سے تسلسل کے ساتھ دیکھا ہے، میں یقین کے ساتھ یہ کہہ سکتا ہوں کہ اس شخص نے دارالعلوم دیوبند کی ملکیت میں سے ایک پان کے بقدر بھی کوئی چیز مفت میں اپنے ذاتی استعمال میں نہیں لائی ہے۔

پیشکار صاحبؒ نے مزید یہ بھی بتایا کہ جب شوریٰ کے اجلاس میں معزز اراکین ہندوستان کے کونے کونے سے دارالعلوم تشریف لاتے ہیں تو جب تک ان کا قیام دارالعلوم میں رہتا ہے، ان کے کھانے پینے کا خرچہ حضرت مہتمم صاحبؒ اپنی ذاتی جیب سے ادا کرتے ہیں، حالانکہ وہ دارالعلوم ہی کے مہمان اور دارالعلوم ہی کی خدمت کے لیے تشریف لائے ہوتے ہیں، لیکن حضرت مہتمم صاحب دو وجہ سے ان کے کھانے پینے کا خرچہ اپنے ذمّے لے لیتے ہیں، ایک تو یہ کہ مہتمم ہونے کی حیثیت سے ان کو بھی مجلس شوریٰ کے اجلاس میں اور پھر کھانے میں شریک ہونا پڑتا ہے اور وہ نہیں چاہتے کہ دارالعلوم کی ملکیت میں سے کھانے کا کوئی ایک لقمہ بھی مفت میں ان کے استعمال میں آجائے، دوسری وجہ یہ کہ وہ یہ بھی چاہتے ہیں کہ ان معزز اراکین کی ضیافت واکرام کی سعادت بھرپور طریقے سے وہ خود ہی حاصل کریں، اس لیے سارا خرچہ اپنے ذمّے لے لیتے ہیں۔

دیانت داری وامانت داری

آپ سخاوت و ہمدردی میں مشہور ومعروف تھے، اور اپنا ذاتی مال بلا دریغ مہمانوں اور ضرورت مندوں پر خرچ کرتے تھے، لیکن دارالعلوم کے مالیات سے متعلق نہایت محتاط تھے، دارالعلوم کی کسی معمولی چیز کو بھی بے محل خرچ کرنے یا نظر انداز کردینے کے روادار نہیں تھے۔ جب دارالعلوم میں کوئی تعمیراتی کام ہوتا تو وہ براہِ راست نگرانی فرماتے، تاکہ کسی چیز کا ضیاع نہ ہو، اور اگر تعمیر کے بعد سریوں کے ٹکڑے یا دوسرا کوئی فضلہ سامان رہ جاتا اس کو بھی ضائع نہیں ہونے دیتے، بلکہ دارالعلوم کے کسی نہ کسی کام میں ضرور لے آتے۔

بعض دفعہ مطبخ جا کر طلبہ کے لیے تیار کی جانے والی روٹیوں اور سالن کا معاینہ فرماتے اور چیک کرنے کے لیے ایک آدھ لقمہ تناول فرماتے اور پھر اس کے بدلے میں بلا تاخیر اپنی جیب سے ایک پوری خوراک کی قیمت جمع کرا کر رسید کٹوا لیتے۔ اسی طرح اگر دارالعلوم کے مہمان خانہ میں مقیم بعض آنے والے معزز مہانوں سے ملاقات کے لیے تشریف لے جاتے اور ان کی دلجوئی کے لیے دارالعلوم کی طرف سے ان کے لیے تیار کیے جانے والے ناشتے یا کھانے میں شرکت فرماتے تو اس کی قیمت بھی بلا تاخیر اپنی جیب سے دارالعلوم میں جمع کرا دیتے۔

اقربا پروری سے اجتناب

حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن صاحبؒ کی دیانت داری کا ایک اثر یہ بھی تھا کہ وہ اقربا پروری کے بالکل خلاف تھے اور اس کو ادارے کے لیے ایک خطرناک عمل تصور کرتے تھے، چنانچہ انہوں نے اقربا پروری کے سدّ باب کے لیے اپنے دورِ اہتمام میں یہ معمول بنایا تھا کہ دارالعلوم کے کسی استاذِ محترم یا دوسرے ملازم کے کسی فرزند ارجمند کو صلاحیت کے باوجود جب تک ان کے والد محترم دارالعلوم سے وابستہ ہوں دارالعلوم کا مدرس یا ملازم نہیں بنایا جائے گا، بلکہ اقارب کے علاوہ باصلاحیت افراد کو ترجیح دی جائے گی، اس معمول کو سب سے پہلے عملی جامہ خود حضرت والاؒ ہی نے پہنایا تھا، لہٰذا انہوں نے اپنے تیس سالہ دورِ اہتمام میں اپنے خاندان کے کسی بھی فرد کو دارالعلوم کا مدرس یا ملازم نہیں بنایا، یہاں تک کہ اپنے صاحبزادے جناب مولانا انوار الرحمٰن صاحب قاسمی بجنوری مدظلہم فاضل دارالعلوم دیوبند کو بھی جن کی شرافت، تقویٰ، سنجیدگی، معاملہ فہمی اور خوش اخلاقی سے ان کا ہر جاننے والا واقف ہے نہ تو انہوں نے اپنی زندگی میں نائب مہتمم بنایا، نہ ہی دارالعلوم کے کسی بھی شعبے سے انہیں منسلک کر دیا، البتہ آپ کے وصال کے بعد مجلس شوریٰ نے دارالعلوم کی خیر خواہی کے لیے آپ کے صاحبزادے جناب مولانا انوار الرحمٰن صاحب زید مجدہم کو مجلسِ شوریٰ کا رکن بنا دیا۔

ماہِ رجب ۱۴۳۵ھ کو اللہ تعالیٰ نے طویل فراق کے بعد اس عاجز کو ایک مرتبہ پھر چند دن کے لیے دارالعلوم دیوبند حاضری کا موقع عنایت فرمایا، اس وقت حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن صاحبؒ کا تو وصال ہو چکا تھا اور حضرت مولانا مفتی ابوالقاسم صاحب نعمانی مدظلہم العالی منصبِ اہتمام پر فائز تھے، میں نے ان سے دفتر اہتمام میں ان کے دونوں نائبین کی موجودگی میں حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن صاحبؒ کے مذکورہ بالا معمول کے بارے میں دریافت کیا، تو انہوں نے فرمایا کہ یہ معمول ان کے زمانے سے آج تک جاری ہے

اور چونکہ سب کو اس معمول کا علم ہے اور اس کے مطابق تعامل برقرار ہے، اس لیے اس کو چیلنج بھی نہیں کیا جاتا، ہاں! اتنی بات ضرور ہے کہ اس تعامل کو باضابطہ اور تحریری طور پر دستور کا حصہ اب تک نہیں بنایا گیا ہے۔

راقم کہتا ہے کہ اس تعامل کا مشاہدہ مذکورہ بالا سفر کے دوران میں نے خود اس طرح کیا کہ وہ اساتذۂ دارالعلوم دیوبند جو بقید حیات تھے ان کے صاحبزادگان میں سے کسی کو تدریس یا دارالعلوم کی ملازمت پر فائز نہیں دیکھا، حالانکہ ان میں سے کئی صاحبزادگان کو میں ذاتی طور پر جانتا تھا کہ ان میں صلاحیت و صالحیت دونوں موجود اور دارالعلوم کے مایۂ ناز فضلاء میں ان کو شمار کیا جاتا تھا اور وہ بعض دیگر مدارس میں کامیابی کے ساتھ پڑھا رہے تھے۔

تواضع وخاکساری

اہتمام یا کسی بھی عہدے پر فائز ہونا مختلف وجوہات کی بنیاد پر انسان کے لیے ایک پرخطر وادی کی حیثیت رکھتا ہے، جہاں ایک طرف اس کی دیانت داری وامانت داری کا امتحان ہوتا ہے تو دوسری طرف جاہ طلبی اور شہرت پسندی کی دلدل میں پھنسنے کا خطرہ بھی منڈلا رہا ہوتا ہے۔ حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن صاحبؒ کو جہاں اللہ تعالیٰ نے دیانت داری وامانت داری کے میدان میں استقامت سے نوازا تھا، وہاں جاہ طلبی، شہرت پسندی اور خود پرستی سے بھی محفوظ فرمایا تھا۔

ان کی نشست و برخاست، لباس وہیئت، طرزِ تکلم اور نقل وحرکت سے صاف طور پر محسوس ہوتا تھا کہ وہ نمود و ناموری سے زیادہ گمنامی اور پوشیدگی کو پسند فرماتے تھے، نہ تو اپنی تعریف کے دلدادہ اور نہ ہی شہرت کے طلبگار تھے، وہ دارالعلوم دیوبند کے احاطۂ مسجد کے ایک معمولی کمرے میں مقیم تھے اور مسجدِ دارالعلوم میں باجماعت نماز ادا کرتے تھے، امامت کی ذمہ داری چونکہ راقم الحروف کی تھی، اس لیے میں نے بارہا ایسا منظر دیکھا ہے کہ وہ مسجد میں آکر ایک نمایاں جگہ کی بجائے کسی گوشے میں نماز ادا کرنے کو ترجیح دیتے تھے، اور ایسا منظر بھی بار بار مشاہدہ میں آیا ہے کہ جدید طلبہ یا دارالعلوم کی زیارت کے لیے آئے ہوئے بعض دوسرے مدارس کے طلبہ جو حضرت والاؒ کو بذاتِ خود نہیں پہچانتے تھے، نماز کے وقت مسجد میں آتے ہوئے یا نماز کے بعد مسجد سے نکلتے ہوئے ان کے راستے میں رکاوٹ بن جاتے تھے، بلکہ بعض دفعہ جلدی میں ان سے ٹکراتے بھی تھے اور ان کی خاکساری وفروتنی کو دیکھ کر وہ ہرگز یہ تصور نہیں کرسکتے تھے کہ یہ شخص اس عظیم بین الاقوامی دینی درسگاہ کے عظیم المرتبت مہتمم ہوں گے، اور نہ وہ خود کسی کو اس کا احساس دلانے کی کوشش فرماتے۔

تقویٰ اور رجوع الی اللہ

آپ کے تیس سالہ دورِ اہتمام کی ابتدا سے دس سال تک راقم الحروف مدرس اور امام وخطیب کی

حیثیت سے دارالعلوم دیوبند میں مقیم رہا،اس دوران حضرت والاؒ کو بہت قریب سے دیکھا،آپ کی عمراس وقت ستّر اوراسّی سال کے درمیان چل رہی تھی،اس پیرانہ سالی میں بھی تمام نمازیں جماعت وتکبیرتحریمہ کی پابندی کے ساتھ ادا کرنا آپ کا معمول رہا،اس کے علاوہ نوافل،ذکرواذکار،اورادووظائف اوررجوع الی اللہ کے بھی پابندرہے۔اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل ایک چشم دیدواقعہ نمونے کے طور پرقلمبندکیاجارہاہے:

دارالعلوم دیوبند کی مایۂ ناز جامع مسجد رشید کی بنیاد بروز جمعہ ۲۳/۷/۱۴۰۶ھ مطابق ۴/۴/۱۹۸۶ء میں رکھی گئی،اس کے بعد باقاعدہ تعمیری کام شروع ہوا تو حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن صاحبؒ نے احقر پراعتماد کرتے ہوئے اس مسجد کی نگرانی اورتعمیری سامان کی دیکھ بھال ایک اضافی کام کےطور پر میرے سپرد کردی، مجھے چونکہ نہ تو اس کام کا کوئی تجربہ تھا اور نہ دلچسپی ؛اس لیے میں نے معذرت کرتے ہوئے ادب کے ساتھ عرض کیا کہ تدریس وامامت کے ساتھ ایسا کام کرنا میرے لیے بہت مشکل ہے،لیکن حضرت والاؒ نے ہمت دلاتے ہوئے میری معذرت کا راستہ بند کردیا اوراس ذمہ داری کوقبول کرنے کا حکم دے دیا۔

میں نے حسب الحکم نگرانی شروع کی،لیکن چندہی روز کے اندراندازہ ہوا کہ یہ کام میرے بس کا نہیں،مطالعہ میں دشواری اور اسباق کی تیاری میں پریشانی محسوس ہورہی ہے،تو میں نے اس کام سے معذرت پیش کرنے کے لیےحضرت مہتمم صاحبؒ سے دفتراہتمام کی بجائے ان کے کمرے میں چاشت کے وقت خصوصی ملاقات کاارادہ کیا؛اس لیے کہ دفتراہتمام میں رش کی وجہ سے یکسوئی کے ساتھ بات نہ ہو پاتی۔ جب میں چاشت کے وقت ان کے کمرے کے دروازے تک پہنچا تو سلام کرنے اوراجازت لینے سے قبل میں نے دیکھا کہ وہ چاشت کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد جائے نماز پرقبلہ رخ بیٹھے ہوئے دونوں ہاتھ اُٹھا کر دعا کرتے ہوئے زاروقطاراپنے رب کے سامنے رورہے ہیں،انہوں نے مجھے نہیں دیکھا،لیکن میں نے اس منظرکو دیکھ کرتھوڑی دیر کے لیے پیچھے ہٹنے اورانتظار کرنے کومناسب سمجھا،اس دوران مجھ پر یہ تصور کرتے ہوئے رقّت طاری ہوگئی کہ یہ اللہ کے نیک بندے اس عمر میں ایک طرف تو شب وروز دارالعلوم کی خدمت میں مصروف رہتے ہیں اوردوسری طرف اللہ تعالیٰ سے اتنا گہراتعلق کہ اپنی تنہائی میں پروردگار کے سامنے اتنی لجاجت کے ساتھ رورو کر دعا کررہے ہیں! اور یہ بھی ذہن میں آیا کہ جب ادارے کے مہتمم و سربراہ کا اللہ تعالیٰ سے اتنا گہراتعلق ہوتو ان شاءاللہ وہ ادارہ ترقی کے راستے پرگامزن رہے گا اورکوئی بھی بادِ مخالف اس کے لیے رکاوٹ نہیں بنے گی۔تھوڑی دیر تک اس تصور میں ڈوبا رہا اور جب اندازہ ہوا کہ آپ اپنے معمول سے فارغ ہوگئے ہوں گےتو آگے بڑھ کرسلام کرنے کے بعداندرجانے کی اجازت طلب کی،

انہوں نے بڑی خوشی کے ساتھ اجازت دی۔

اندر جانے کے بعد میں نے حضرت والا سے بڑے ادب کے ساتھ جامع مسجد رشید کے تعمیری کام کی نگرانی سے معذرت پیش کردی، میں سمجھتا ہوں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی ایک غیبی مدد تھی کہ مجھ پر رقت کی جو کیفیت حضرت مہتمم صاحبؒ کی دعا کی کیفیت کو ان کی لاعلمی میں دیکھ کر طاری ہوگئی تھی، ابھی اس کے کچھ اثرات میرے چہرے اور شاید آنکھوں میں بھی باقی تھے، حضرت مہتمم صاحبؒ نے میری کیفیت کو دیکھ کر یہ خیال کیا کہ شاید میں مذکورہ کام کی نگرانی سے اس حد تک پریشان ہوں کہ میری ایسی کیفیت ہوگئی ہے؛ لہٰذا انہوں نے میری معذرت منظور فرما کر مذکورہ کام حضرت مولانا عبدالخالق صاحب مدراسی زید مجدہم موجودہ نائب مہتمم دارالعلوم دیوبند کے حوالے کردیا، جنہوں نے اپنی خداداد صلاحیت، مسلسل محنت اور ذاتی دلچسپی کی بنیاد پر بحسن وخوبی پایۂ تکمیل تک پہنچادیا۔

ایک مؤدبانہ التماس

اہل علم اور بالخصوص اربابِ انتظام حضرات سے یہ مؤدبانہ گزارش کی جاتی ہے کہ اپنے اکابر کے حالات، ان کی زندگیوں کے نقوش، ان کی احتیاط ودیانت داری، ان کے اخلاص وللّٰہیت اور ان کے رجوع الی اللہ کی کیفیت کو ہمیشہ یاد رکھا جائے، اور ان ہی کے نقشِ قدم پر چلنے کی کوشش کی جائے، ان کے حالات کا تذکرہ اپنی مجالس وگفتگو کا حصہ بنادیا جائے اور اپنے شاگردوں اور متعلقین کو ان کے حالات سے آگاہ کرتے ہوئے ان کی عادات وخصائل کو اپنانے کی ترغیب دی جائے، اس سے کافی حد تک فائدہ ضرور ہوتا ہے: ''وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ۔''

وفات اور نمازِ جنازہ

اللہ تعالیٰ کا حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن صاحبؒ کے ساتھ ایک خصوصی فضل وکرم کا معاملہ یہ رہا کہ انہوں نے تقریباً سو سال کی عمر پائی اور آخر تک حواس برقرار رہے اور دارالعلوم دیوبند کی خدمت للہ فی اللہ کرتے ہوئے درست فیصلے کرتے رہے۔ ان کی زندگی اور اعمالِ صالحہ کو دیکھ کر نبی کریم ﷺ کی مندرجہ ذیل وہ حدیث یاد آتی ہے جو امام ترمذیؒ نے حَسَن سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن بُسر رضی اللہ عنہ کی روایت سے نقل کی ہے کہ آپ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ لوگوں میں بہتر آدمی کون ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''من طال عمرهُ و حَسُنَ عَمَلُه'' (جس کی عمر لمبی اور عمل نیک ہو)، مذکورہ حدیث کی روشنی میں قوی اُمید کی جاسکتی ہے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن صاحبؒ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں میں

شامل ہوں گے۔

آپ نے یکم محرم الحرام ۱۴۳۲ھ مطابق آٹھ دسمبر ۲۰۱۰ء کو بروز چہار شنبہ سن ہجری کے اعتبار سے تقریباً سو سال کی عمر میں اور سن میلادی کے اعتبار سے تقریباً چھیانوے سال کی عمر میں بجنور میں داعیِ اجل کو لبیک کہا، نماز جنازہ دارالعلوم دیوبند میں ہزاروں علماء، طلبہ اور عامۃ المسلمین نے آپ کے صاحبزادے جناب مولانا انوار الرحمٰن صاحب قاسمی بجنوری زید مجدہم کی اقتداء میں ادا کی اور مزارِ قاسمی میں تدفین ہوئی۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے، اور ان کے اعمالِ صالحہ اور طویل دینی خدمات کو قبول فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے اور پسماندگان و متعلقین کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ آمین

..... ۞ ..... ۞ ..... ۞ .....